# اسلامی ادب - ایک تعارف

محمد اقبال حسین صدیقی ' پشاور

انگریزی میں ادب کو لٹریچر (Literature) کہتے ہیں۔ یہ لاطینی لفظ لٹریٹا سے بنا ہے اور لٹریٹا بذات خود لٹرا سے ہے' جس کا مطلب حروف تہجی کا حرف لکھائی اور خط ہے۔ انگریزی میں بھی ہر تحریری شے کو لٹریچر کہتے ہیں۔ جیسے کہ ایک نئی واشنگ مشین کے ساتھ اس کے متعلق جو ہدایات ہوتی ہیں اس کو بھی لٹریچر کہا جاتا ہے' لیکن اس کے مخصوص معنیٰ بہترین خیالات کا بہترین اسلوب میں تحریر کرنا ہے.

## ا۔ ابتدائی ادب

شاید سب سے پہلا ادب وہ تھا جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے سب سے بہترین الفاظ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہو یا جو انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اس کے بعد وہ ہے جو پجاریوں نے تخلیق کیا تھا، جو دیوتاؤں کی تعریف اور اپنے قبیلوں کے جنگی کارناموں پر مشتمل ہوتا ہو گا.

اب سوال یہ ہے کہ ادب کو کیوں پڑھا جاتا ہے۔ دراصل انسان کی ہر حرکت کسی نہ کسی فائدے کے حصول کے لیے ہوتی ہے۔ ادب بھی اسی لیے پڑھا جاتا ہے کہ اس سے قلبی طور پر خوشی ملتی ہے۔ ایک اچھا ادبی فن پارہ قاری کے قلب و ذہن کو اپنا حصہ بنا لیتا ہے۔ ادب سے علم بھی حاصل ہوتا ہے ۔ علم سے ہمارے جذبہ تجسّس کو تسکین ملتی ہے۔ بعض اوقات ایک نئی چیز جو قاری کے علم میں آئے تو اس سے تحیّر پیدا ہوتا ہے۔ الفاظ کی بہترین ترتیب بھی لطف دیتی ہے۔ بعض اوقات مہمل الفاظ جو بچے بولتے ہیں ان سے بھی

ہم لطف اندوز ہوتے ہیں.

## ۲- ادبی اصناف اور اسلامی ادب

ادب نظم و نثر میں بیان کیا جاتا ہے ' نظم اور نثر دونوں میں خیالات و تصورات و نظریات وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ اشتراکی ادب اشتراکیت کی تشریح کرتا ہے۔ فرانسیسی ادب فرانسیسی قوم کو آئینہ دکھاتا ہے۔ اسی لیے اسلامی نظریات و تصورات کا ادب میں بیان اسلامی ادب کہلائے گا.

بظاہر ادب اور اسلام دو متضاد چیزیں نظر آتی ہیں۔ خصوصاً جب عربی' فارسی' اردو اور دنیا کی دوسری زبانوں کے ادب کو دیکھا جائے تو یہ بات انہونی سے لگتی ہے۔ ادب میں خصوصاً ادب کی نثری اصناف جیسے داستان' افسانہ' ناول وغیرہ میں اسلام کو پیش کرنا انتہائی نازک اور پیچیدہ فن ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب اسلامی نظریات و تعلیمات ادب میں پیش کیے جائیں گے تو بعض قارئین اپنے اذہان کے مطابق ان کے غلط مطالب بھی اخذ کر سکتے ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

> '' پھر وہ لوگ جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس مثال سے کیا چاہا ہے۔ وہ اس سے بہتوں کو گمراہ ٹھیراتا ہے اور اس سے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اس سے صرف نافرمانوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے''.
>
> (سورۃ بقرہ آیت ۲۶)

اسلام میں تمام اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر کیے ہیں ، جو انسانی اعمال کو لکھتے اور قلمبند کرتے ہیں، قرآن حکیم میں ہے:

''حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں۔ ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں''. (سورۃ الانفطار' ۸۲)

''اللہ تعالیٰ نگاہوں کی خیانت تک سے واقف ہے۔ اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں اور اللہ ٹھیک بے لاگ فیصلہ کرے گا''. (المومن آیت ۱۹)

اس لیے لکھنے والے کی نیت درست ہونی چاہیے۔ کوئی بھی ادبی فن پارہ اسلامی ہو سکتا ہے، بشرطیکہ لکھنے والے کی یہ نیت ہو کہ وہ اسلام کے اصولوں کے خلاف نہیں لکھ رہا ہے۔

اسلامی ادب کے سامنے ایک بڑی رکاوٹ عریاں نگاری کی ہے۔ قرآن حکیم میں اعلان کیا گیا ہے:

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گروہ میں بے حیائی کی اشاعت ہو ان کے لیے دنیا میں بھی دردناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی"۔

اگر لکھنے والے کی نیت ٹھیک ہے وہ بے حیائی کی اشاعت نہیں چاہتا تو اس کی تحریریں اسلامی ادب میں شامل ہوں گی۔ خواہ اس قسم کا تاثر چند لوگوں کو ملتا ہو۔ یہ لکھنے والے پر منحصر ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو اس انداز میں پیش کر رہا ہے کہ وہ وعظ بھی نہیں بنتا اور ادب بھی ہے، کیونکہ ایک ادیب کی عظیم تخلیقی صلاحیتیں ایک ایسا ادبی فن پارہ پیش کر سکتی ہیں جو اپنی تمام تر ادبیت کے باوجود اسلامی رنگ میں ڈھلا ہوتا ہے۔ اس میں عورت، محبت، جنس، مزاح سب کچھ ہونے کے باوجود بھی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہوتا ہے۔

دوسری بات جو سب سے زیادہ اہم ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف کوئی بات نہ پائی جائے۔ ایسا تمام ادب جس میں الحاد کی ترغیب اسلامی منکرات کی تردید اور اسلام کے اوامر کے خلاف باتیں پائی جائیں اسلامی ادب کے زمرے میں نہیں آ سکتا۔ جنسی محبت حقیقت نگاری کے سلسلے میں دنیا کا ہمارا ادب عالم گیر سچائیوں اور حقیقتوں کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا، لیکن عموماً ادیب اپنے قاری کا خیال رکھتے ہیں۔ قارئین سنسنی خیز قسم کا مواد جنسیات اور تشدد وغیرہ جیسی چیزیں پسند کرتے ہیں اور ادیب ایسی چیزوں کو لاشعوری اور شعوری طور پر پیش کرتے رہتے ہیں جیسے شاعروں نے صرف تفنن طبع کے لیے زاہد اور رند کی لڑائی دکھائی ہے۔ اس سے اکثر اسلامی تعلیمات اس لڑائی کی زد میں آ گئی ہیں۔

اسلامی ادب کے بارے میں یہ تصور ہے کہ اس میں عورت، عشق و محبت وغیرہ کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں مرد و عورت کے درمیان محبت کو برا

نہیں سمجھا گیا' لیکن جنس پرستی والی محبت کی یقیناً مذمت کی گئی ہے۔ دنیا کا بہترین ادب بھی جنس پرستی کی اجازت نہیں دیتا۔ اب بھی مغربی ادب میں اخلاقی بے راہ روی کے خلاف رجحان پایا جاتا ہے۔ مغرب اور امریکہ میں مرد و زن کے آزادانہ تعلقات پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ لیکن ادب میں نوخیز لڑکیوں کو پاکیزہ زندگی کی تلقین اور بغیر شادی کے صنفی تعلقات کے برے نتائج سے آگاہ کیا جاتا ہے.

اسلامی ادیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کواس کی قرآن میں بیان کردہ صفات کے مطابق اور دل سے مانتے اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔ کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اسے اپنے اعمال کی جوابدہی خدا کے حضور کرنی ہو گی۔ قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ سے پوری طرح واقف ہو۔ خصوصاً خلافت راشدہ کے دور کے معاشی سماجی سیاسی حالات سے پوری طرح باخبر ہو.

## ۳- قرآن حکیم اور اسلامی ادب

قرآن حکیم سے ادب اسلامی کی بہت سی بنیادی حقیقتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اسی لیے قرآن میں شاعری کی نہیں کچھ مخصوص قسم کے شاعروں کی مذمت کی گئی ہے:

> "رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا (الشعراء آیت ۲۲۵).

قرآن حکیم کے مطابق اسلامی ادیب ایک عملی انسان ہوتا ہے' مولانا مودودی نے ان آیات کی تفسیر میں اسلامی شاعروں کی چار خصوصیات بتائی ہیں:

اول یہ کہ وہ مومن ہوں' یعنی اللہ اس کے رسول اور اس کی کتابوں کو سچے دل سے مانتے ہوں اور یقین رکھتے ہوں.

دوسرے یہ کہ اپنی عملی زندگی میں صالح ہوں بدکار فاسق و فاجر نہ ہوں۔ اخلاق کی بندشوں سے آزاد ہو کر جھک نہ مارتے پھریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہوں۔ اپنے عام حالات اور اوقات میں بھی اور اپنے کلام میں بھی' یہ نہ ہو کہ شخصی زندگی تو زہدوتقویٰ سے آراستہ ہے مگر کلام سراسر رندی و ہوسناکی سے لبریز ہو اور یہ بھی نہ ہو کہ شعر میں تو بڑی حکمت و معرفت کی باتیں بگھاری جا رہی ہیں۔ مگر ذاتی زندگی کو دیکھئے تو یاد خدا کے سارے آثار سے خالی۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں حالتیں یکساں مذموم ہیں۔ ایک پسندیدہ شاعر وہی ہے جس کی نجی زندگی بھی یاد خدا سے معمور ہو اور شاعرانہ قابلیتیں بھی اسی راہ میں وقف رہیں جو خدا سے غافل لوگوں کی نہیں ' بلکہ خداشناس خدا دوست خدا پرست لوگوں کی راہ ہے۔

چوتھی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شخص اغراض کے لیے تو کسی کی ہجونہ کریں نہ ذاتی یانسلی یاقومی عصبیتوں کی خاطر انتقام کی آگ بھڑکائیں مگر جب ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کے لیے ضرورت پیش آئے تو پھر زبان سے وہی کام لیں جو ایک مجاہد تیر و شمشیر سے لیتا ہے۔ ہر وقت گھگھیاتے ہی رہنا اور ظلم کے مقابلے میں نیازمندانہ معروضات ہی پیش کرتے رہنا مومنوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ کفار و مشرکین کے شاعر اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف الزامات کا جو طوفان اٹھاتے اور نفرت و عداوت کا جو زہر پھیلاتے تھے اس کا جواب دینے کے لیے حضور خود شعرائے اسلام کی ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ کعب بن مالکؓ سے آپ نے فرمایا کہ ان کی ہجو کہو کیونکہ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہارا شعر ان کے حق میں تیر سے زیادہ تیز ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہو روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔ آپ کا ارشاد تھا کہ مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی (تفہیم القرآن' ص ۵۴۹)۔

اسلامی ادب تخلیق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خلافت راشدہ کا دور بہت مختصر تھا۔ خلافت راشدہ کے دور میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو قیصروکسریٰ کی تہذیب و تمدن کو رشک بھری نظروں سے دیکھتے تھے اور اپنے مسائل کے لیے وہی حل تجویز کر رہے تھے جو

قیصر و کسریٰ نے استعمال کیے تھے.

اسلام کی کامیابی میں جو دوسرے بہت سے عوامل تھے ان میں ایک سب سے بڑا عنصر دولت کی منصفانہ تقسیم کا تھا۔ مکی زندگی میں صحابہ نے غریب مسلمانوں کی بے انتہا مالی امداد کی حضرت ابو بکر صدیق اور دوسرے صحابہ نے مسلم غلاموں کو خرید کر آزادی دی اگر آج کے مسلمان ہوتے تو ان غلاموں کو آزاد کرنے کی بجائے اپنی غلامی میں اسلامی شعائر کی پابندی کرواتے۔ خلافت راشدہ کے بعد امیر و غریب کا فرق بڑھتا گیا اور طبقہ امراء نے اپنی سہولت کے لیے ادب اور اسلام میں فرق پیدا کر دیا۔ اور عوام میں یہ بات مشہور کر دی کہ اشعار میں اسلامی تعلیمات پر طنز و تعریض شاعر کو اسلام سے خارج نہیں کرتی۔ غریب عوام کو غور و فکر کی فرصت نہیں ہوتی تھی اور بادشاہت علماء حق کی زبانیں کاٹ دیتی تھی.

اردو ادب میں میر تقی سے غالب کی شاعری کو تو اسلامی شاعری نہیں کہا جا سکتا البتہ علامہ اقبال کی شاعری زندگی کو پیش کرنے کے ساتھ اسلامی ادب کو بھی پیش کرتی ہے۔ علامہ اقبال نے عورت کی ایسی مدح کی ہے کہ دنیا کا کوئی ادب ایسی مدح پیش نہیں کر سکا.

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے وجود سے ہے زندگی کا سوز دروں

ڈپٹی نذیر احمد کا ناول توبۃ النصوح اسلامی ادب کے نمونے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نقادوں نے شاید اسی لیے اس میں خامیاں ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر پوری توجہ نہیں دی ہے۔ اس میں اسلامی عبادات کے علاوہ اسلام کی روح اور حقوق العباد کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ یہ ناول اس زمانے کے مسلمانوں کی سچی عکاسی کرتا ہے۔ مثلاً ایک واقعہ میں ایک خان صاحب ہیں جن کے آباؤ اجداد کا پیشہ سپہ گری اور حکمرانی تھا۔ اب وہ خود اتنے غریب ہیں کہ سات روپے کے قرض دار ہو گئے ہیں' لیکن ان کے گھر کی پوری کائنات سات روپے سے کم مالیت کی ہے جو ہندو مہاجن کو دی جا سکے۔ دوسری طرف علیم اپنی ٹوپی بیچ کر اور جیب میں موجود جیب خرچ کے پیسوں سے خان صاحب کا قرض ادا کر دیتا ہے۔ خان صاحب اپنے آباء و اجداد کے برعکس صرف تلوار نکال کر رہ جاتے ہیں۔ یہ واقعہ اپنے اندر قدرتی پن اور بے ساختگی لیے ہوئے ہے۔ خان صاحب اس زمانے کے غریب مسلمانوں

کی نمائندگی کرتے ہیں جن سے حکومت چھینی گئی تھی۔ دوسری طرف یہ واقعہ محکوم مسلم معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

اکبر الہ آبادی نے اسلامی مزاحیہ شاعری پیش کی ہے۔ طنز و مزاح بہت مشکل کام ہے۔ اکثر مزاح نگار پھکڑپن پر اتر آتے ہیں، لیکن اکبر الہ آبادی نے طنز و مزاح میں اسلامی تعلیمات کا پرچار کیا ہے:

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز
جغرافیے میں عرش کا نقشہ نہیں ملا
مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں ان کو
دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں
یوسف کو نہ سمجھے کہ حسیں بھی ہے جواں بھی
شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے میاں بھی
بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بی بیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مولانا حالی نے اردو شاعری میں اصلاح کے لیے بہت کوشش کی۔ غالب کے شاگرد ہوتے ہوئے بھی غزل کے مضامین بدلنے کی کوشش کی۔ وہ اردو میں اسلامی تنقید کے بانی بھی کہلائے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے شعر کا مقصد یہ بیان کیا:

"شعر اگرچہ براہ راست علم اخلاق کی طرح تلقین و تربیت نہیں کرتا۔ لیکن ازروئے انصاف اس کو علم اخلاق کا نائب مناب اور قائم مقام کہہ سکتے ہیں"۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی ادب چند ایک شاعروں اور ایک آدھ ناول نگار پر تخلیق نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے ادیبوں کی ایک فوج ظفر موج ہر دور میں ہونی چاہیے۔ یہ آسان کام نہیں۔ اس کے لیے صدیاں درکار ہیں' لیکن فی الحال یہ کام کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کے ادب سے وہ فن پارے چنے جا سکتے ہیں جو اسلامی اصولوں کو بیان

کرتے ہوں اور اس مجموعے کو نیم اسلامی ادب کا نام دیا جا سکتا ہے' مثلاً سمرسٹ ماہم کی ایک کہانی Mr. Know All مسٹر نو آل ہے:

اس میں ایک بحری جہاز جو سان فرانسسکو سے یوکوہاما جا رہا تھا۔ اس میں مصنف اور مسٹر (کی لے ڈا) سفر کر رہا تھا۔ مسٹر کی لے ڈا بہت باتونی اور تمام معاملات میں ٹانگ اڑانے والا تھا۔ اس نے نیلا میاں کرائیں اور کھیل منعقد کیے۔ انعامات تقسیم کیے۔ وہ ہر ایک سے گھل مل جاتا تھا۔ وہ کسی کی بات نہیں مانتا تھا۔ بس اپنی بات منوا کر چھوڑتا تھا۔ اس لیے بحری جہاز میں سب اس کو ناپسند کرتے تھے اور اس کو مسٹرنو آل (Know all) کے نام سے چھیڑتے تھے۔ وہ اس کو بھی اپنی تعریف سمجھتا تھا۔ اس بحری جہاز میں مسٹر ریمزے ایک امریکی سفر کر رہا تھا۔ مسٹر ریمزے امریکی کونسلر سروس میں تھا۔ وہ نیویارک اپنی بیوی کو لینے آیا تھا اب اپنی بیوی کو لے کر دوبارہ اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔ مسٹر ریمزے اور مسٹر کے لے ڈا میں اکثر کج بحثی ہوتی رہتی تھی۔ مسٹر ریمزے کو کم تنخواہ ملتی تھی۔ اس لیے بیگم ریمزے سادہ لباس کو سلیقے سے پہنتی تھی۔ وہ بہت خوبصورت با اخلاق اور با حیا نظر آتی تھی.

ایک دن ایسے ہی بحث و تکرار میں بیگم ریمزے کے گلے کے ایک ہار کے اصلی اور نقلی ہونے پر بحث ہونے لگی۔ مسٹر کی لے ڈا نے بتایاکہ یہ ہار اصلی ہے اور اس کی قیمت اٹھارہ ہزار روپے ہے۔ مسٹر ریمزے نے اسے نقلی بتایا اور اس کی قیمت اٹھارہ روپے بیان کی۔ اس پر ایک سو روپے کی شرط لگ گئی۔ مسٹر کی لے ڈا نے اپنے عدسہ کی مدد سے اس ہار کامعائنہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ ہار اصلی ہے' لیکن اسی لمحے اس کی نظر بیگم ریمزے کے چہرے پر پڑی تو بیگم ریمزے کا رنگ سفید تھا اور ایسالگتا تھا کہ وہ ابھی بے ہوش ہو جائیگی۔ وہ اسے کھلی کھلی خوفزدہ آنکھوں سے گھور رہی تھی مسٹر کی لے ڈا سمجھ گیا۔ اور ہار کو نقلی مان کر شرط ہار گیا۔ سو روپے مسٹر ریمزے کو دے دیے۔ دوسری صبح بیگم ریمزے سو روپے کا نوٹ ایک شکریے کی چٹ کے ساتھ مسٹر کی لے ڈا کے کمرے میں ڈال گئی۔ در اصل بیگم ریمزے کو یہ ہار اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں دیا تھا۔ مگر بیگم ریمزے نے اپنے شوہر مسٹر ریمزے کو جھوٹ بتایا تھاکہ یہ نقلی ہار ہے اور اس نے اٹھارہ روپے کا خریدا تھا' مسٹر کی لے ڈا نے شرط ہار کر مسٹر ریمزے سے اس کی بیوی یعنی بیگم ریمزے کی بیوفائی کا راز چھپا لیا.

اس کہانی میں عیب پوشی کا سبق دیا گیا ہے۔ اسلام بھی غیبت اور عیب جوئی سے منع کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی کا کوئی مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔

اسلامی ادب سے یہ مراد نہیں لیا جانا چاہیے کہ تحریر و تقریر کی آزادی پر کوئی پابندی ہو۔ تحریر و تقریر کے سلسلے میں عالمگیر مسلمہ اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ اعلیٰ انسانی ذوق، ضمیر اور عالم گیر اخلاقی اصولوں کو بہر صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیے.

حدیث کے مطابق حضرت عبادہؓ بن بشیر اور اسید بن حضیر آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا ہم ان سے حیض میں جماع نہ کریں، تاکہ پوری مخالفت یہود سے ہو جائے یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ یہاں تک کہ یقین کیا ہم نے کہ غضب ناک ہوئے ان پر آپ سو وہ اٹھ کھڑے ہوئے یعنی اپنے گھر کو چلے۔ سو سامنے آیا ان کے ایک ہدیہ دودھ کا اور بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے پیچھے. (جامع ترمذی تفسیر سورہ بقرہ ترجمہ علامہ بدیع الزمان)

یہ اوپر کی حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ بات ایسی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہّ آ گیا مگر آپ ﷺ نے دودھ بھیج کر یہ بتایا کہ آپ ناراض نہیں ہیں یادوسرے لفظوں میں تحریر و تقریر پر پابندی نہیں ہے.

حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ خانہ جنگی کا دور تھا۔ لیکن انہوں نے بھی آزادی تقریر و تحریر پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔خارجیوں سے صرف اس وقت جنگ کی جب وہ فساد پھیلانے لگے تھے.

رسول خداصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں لڑوں لوگوں سے یہاں تک کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں، پھر وہ جب اس کے قائل ہوگئے تو بچا لیا انہوں نے اپنی جانوں کو اور مالوں کو میرے ہاتھ سے مگر ساتھ حقوق جان و مال کے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ (جامع ترمذی باب الایمان ترجمہ علامہ بدیع الزمان).

یہ اوپر کی حدیث تحریر و تقریر کی آزادی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

حقیقی اسلامی معاشرے میں لوگوں کے رویے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے صحیح اسلامی ادب صرف ایک اسلامی معاشرے کے اندر ہی تخلیق کیا جا سکتا ہے۔ جب اصلی اسلامی معاشرے میں ادب کی تخلیق ہو گی تو یہ ادب موجودہ ادب سے نئی شکل اور نئے اندازکا ہو گا۔ غزوہ احزاب میں انتہائی ہنگامی حالت تھی۔ بنو قریظہ غداری پر آمادہ ہو گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کا یہ حصہ بالکل غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ اس وقت منافق مسلمان یہ کہنے لگے کہ ہم سے وعدے تو قیصرو کسریٰ کے ممالک فتح کرنے کے کیے جا رہے تھے لیکن اب ہم رفع حاجت کے لیے نہیں نکل سکتے۔ یہ مشورہ بھی دیا جانے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حملہ آوروں کے حوالے کر کے صلح کر لو۔ اس ایسی آزمائش کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غطفان سے صلح کی بات چیت کی کہ وہ مدینہ کی پیداوار کا 1/3 حصہ لے کر واپس چلے جائیں۔ اور انصار کے سرداروں سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے اس معاہدے کے مسودے کو پھاڑ دیا اور بنو غطفان سے مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کے بدلے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ اصلی اسلامی معاشرہ کردار کی عظیم بلندی تک پہنچا دیتا ہے اور خوف و ہراس ذرا بھی قریب پھٹکنے نہیں پاتا۔ یہ انتہائی دلی سکون ' اطمینان و یقین شاید ہی کوئی معاشرہ اپنے افراد کو عطا کر سکے۔

آئی صدائے جبرئیل تیرا مقام ہے یہی
اہل فراق کے لیے عیشِ دوام ہے یہی

یعنی خوف' تشویش ' اندیشوں اور جدائی یا محرومی سے اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی پہلی بیوی سے چھپا کر دوسری شادی کر لی. پہلی بیوی نے اپنی لونڈی کے ذریعے یہ بات معلوم کر لی اس دوران اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس پہلی بیوی نے شوہر کی جائیداد اور مال کا آدھا حصہ اپنی سوکن کو بھجوا دیا. حالانکہ اس سوکن نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا کیونکہ یہ شادی خفیہ تھی اور یہ بات عام حالات میں ممکن نہیں ہے. بلکہ مطالبہ پر بھی جائز حق سے محروم رکھنے کے لیے حیلے بہانے کیے جاتے ہیں.

گرمیء آرزو فراق! شورشِ ہائے و ہو فراق!

موج کی جستجو فراق! قطرہ کی آبرو فراق!

انسان چاہے وہ بڑی عزت والا ہو' دانشور ہو یا کوئی مزدور عام آدمی ہو مگر اسے ہر قسم کے لالچ اور حرص و ہوا سے پاک ہونا چاہیے یا جدائی حاصل کر لے.

------------

اَلَّذِينَ اُخرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَو لَا دَفع اللّٰهِ النَّاسَ بَعضَهُم بِبَعضٍ لَّهُدِّمَت صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوَاتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذكَرُ فِيهَا اسمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُه اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿سورة الحج: ٤٠﴾

جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالی (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹوا تا رہتا تو (اپنے اپنے زمانوں میں) نصاری کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے اور بے شک اللہ تعالی اس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالی قوت والا اور غلبہ والا ہے۔